سوال

(305)بیٹے کو ولی بنانا شرعاً کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسماۃ ''ف ''کااپنے خاوند سے کسی بات پر جھگڑاہوا تو وہ اپنے بیٹے اوردو بیٹیوں کو لے کر گھر سے فرار ہوگئی ،پھر اس نے اپنے بیٹے کو ولی بنا کر اپنے بھتیجے سے بیٹی کا نکاح کر دیا جبکہ حقیقی ولی لڑکی کا باپ موجود ہے ۔اس نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بیوی کا گھریلو جھگڑے کی وجہ سے اپنے بچوں کو لے کر جانا انتہائی باغیانہ اقدام ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : ''اگر کسی عورت سے اس کا خاوند ناراض ہے تو اس کے راضی ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں ۔'' [صحیح مسلم ،النکاح :۱۴۳۶]

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے لئے اس کے خاوند کو جنت یا جہنم قرار دیا ہے یعنی اس کی اطاعت باعث جنت اور نافرمانی موجب جہنم ہے ۔ [مسند امام احمد ،ص :۳۴۱،ج۴]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بایں الفاظ وضاحت فرمائی ہے کہ ''جب عورت نماز پنجگانہ ادا کرتی ہے اوراپنے خاوند کی اطاعت کے ساتھ ساتھ عفت وپاکدامنی اختیار کرتی ہے تو قیامت کے دن اسے اختیار دیا جائے کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے ۔'' [مسند امام احمد ،حدیث نمبر :۱۶۶۱]

ان احادیث کے پیش نظر ہم اس عورت کو نصیحت کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو لے کر اپنے گھر چلی جائے تاکہ دنیا کے ساتھ اس کی آخرت برباد نہ ہو ۔اس تمہیدی گزارش کے بعد مسئلہ کی وضاحت بایں طورپر ہے کہ قرآن و حدیث میں نکاح کے لئے جو اصول وضوابط بیان ہوئے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ کوئی عورت اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے اور سرپرست کی بنیاد قرابت ورشتہ داری پر ہے ، جیسے باپ اوربھائی وغیرہ نیز قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار سرپرست نہیں ہو سکتا ۔کیونکہ جو سرپرست باعتبار رشتہ جتنا قریب ہوگا اتنا ہی اس کے دل میں اپنے زیر سرپرست کے لئے شفقت وہمدردی زیادہ ہوگی اور وہ اس کے مفادات کا زیادہ تحفظ کرے گا ۔باپ کو اس معاملہ میں اولیت اس وجہ سے حاصل ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی دوسرا رشتہ دار سرپرست نہیں ہو سکتا ۔اس والد کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا ۔حدیث میں ہے کہ ''جس عورت نے بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا وہ نکاح باطل ہے بے بنیاد اور بے سروپا ہے ۔'' [مسند امام احمد ،ص :۱۴۵،ج ۶]

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے ۔''[مسند امام احمد ،ص :۳۹۴،ج ۴]

امام حاکم رحمہ اللہ اس حدیث کواپنی مستدرک میں نقل کرنے بعد لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت حضرت علی بن ابی طالب ، عبداللہ بن عباس ، معاذ بن جبل ، عبداللہ بن عمر ، ابو ذرغفاری ، مقداد بن اسود ، عبداللہ بن مسعود ، جابر بن عبداللہ ، ابوہریرہ ، عمران بن حصین ، عبداللہ بن عمرو بن العاص ، مسور بن مخرمہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے ۔ اسی طرح ازواج مطہرات حضرت عائشہ ، حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب ا سے بھی اس مضمون کی روایات صحت کے ساتھ موجود ہیں ۔ [مستدرک ، ص : ۱۷۲ ، ج ۲]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جس روایت کو دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کریں وہ مختار مذہب کے مطابق متواتر شمار ہوتی ہے ۔ [تدریب الراوی ، ص : ۱۷۷ ، ج ۲]

ان روایات کے مطابق صورت مسئولہ میں جونکاح ہوا ہے وہ باطل ہے اسی طرح نکاح کرنے والا جوڑا گناہ کی زندگی بسر کرتا ہے ۔ انہیں اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرنے کے بعد اپنے والد کو اعتماد میں لے کر از سر نو نکاح کرنا ہوگا ۔ امام بخاری رحمہ اللہ جو امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں ان کی مصالح عباد پر بڑی گہری نظر ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ استدلال میں وہ نصوص کا پہلو بھی انتہائی مضبوط رکھتے ہیں ۔ انہوں نے زیر بحث مسئلہ کے متعلق ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے ۔

''جس شخص کا یہ موقف ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ۔''

پھر ایک دوسرا باب قائم کرتے ہیں : ''کوئی باپ یا رشتہ دار کسی کنواری یا شوہر دیدہ کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہ کرے ۔''

ان دونوں ابواب کا منشا یہ ہے کہ نہ تو عورت مطلق العنان ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کرے اور نہ ہی وہ اس قدر مقہور و مجبور ہے کہ اس کا سرپرست جہاں چاہے جس سے چاہے عقد کردے بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ایک عنوان اس طرح قائم کیا ہے : ''اگر کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کردیا تو یہ نکاح مردود ہے ۔'' درحقیقت شریعت اعتدال کو قائم رکھنا چاہتی ہے نہ تو سرپرست کو اتنے وسیع اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اپنی بہن یا بیٹی کی مرضی کے بغیر جہاں چاہے اس کا نکاح کردے اور نہ ہی عورت کو اس قدر کھلی آزادی دی ہے کہ وہ از خود سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرکے اپنے خاندان کی عزت وآبرو کو خاک میں ملادے ۔ ہاں ، اگر باپ کے متعلق باوثوق ذرائع سے پتہ چل جائے کہ وہ اپنے زیر سرپرست کے لئے مہر ووفا کے جذبات سے عاری ہے یا اس کے مفادات کا محافظ نہیں ہے تو وہ خود بخود حق ولایت سے محروم ہوجاتا ہے ۔

حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے ، چنانچہ بعض روایات میں ''ولی مرشد'' کے الفاظ ملتے ہیں ۔ [بیہقی ، ص : ۱۲۴ ، ج ۷]

جس کا مطلب یہ ہے کہ جو سرپرست ہمدردی کے جذبات سے سرشار ہو وہی فریضہ نکاح کی اجازت کا حقدار ہے ۔ بہر حال صورت مسئولہ میں بیان کردہ نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوا کیونکہ حقیقی سرپرست کی اجازت کے بغیر ہوا ہے اور وہ اپنی بچی کے متعلق ہمدردی کے جذبات بھی رکھتا ہے ۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:319